مرثیہ:۱۱

سید، اولادِ پیمبرؑ

۱

سید کے ہیں کیا معنی سید کسے کہتے ہیں
جو صبر کے عادی ہیں جو رنج میں رہتے ہیں
ایذائیں بھی پاتے ہیں صدمے بھی وہ سہتے ہیں
بے جرم وخطا اکثر خون ان کے ہی بہتے ہیں
محبوبِ الٰہی کے یہ لوگ نواسے ہیں
بے وجہ مگر اِن کے سب خون کے پیاسے ہیں

۲

خالق نے پیمبرؐ کا بیٹا انہیں فرمایا
منصف کوئی بتلائے کس نے یہ شرف پایا
ہاں اس کے یہ میوے ہیں جو نخل تھا بے سایا
کیا مصحفِ اکبر میں ابناء نہیں آیا
یہ لوگ حقیقت میں بحرین کے گوہر ہیں
اللہ رے شرف ان کا اولادِ پیمبرؐ ہیں

۳

جب احمد مرسل تھے جب ان کا زمانہ تھا
دنیا میں سوا ان کے کوئی ان کا یگانہ تھا
ظاہر میں شرف ان کا کس کس نے نہ مانا تھا
جبریلؑ کا فخر ان کا گہوارہ جھلانا تھا
انصاف کریں دل میں جو دین کے اکمل ہوں
خادم ہوں ملک جن کے وہ سب سے نہ افضل ہوں

۴

محبوبِ خدا ان کو کاندھوں پہ چڑھاتے تھے
اس وقت تو سب مردم آنکھوں پہ بٹھاتے تھے
گردوں سے مَلَکْ اِن کے دیدار کو آتے تھے
فردوس کے میوے بھی لا لا کے کھلاتے تھے
کس پر وہ نہیں ظاہر اعزاز جو پائے ہیں
قرآن کے بہت آیہ تعریف میں آئے ہیں

۵

دینداروں میں یہ رتبہ اَوروں نے نہیں پایا
تعریف میں آیا ہے تطہیر کا بھی آیہ
یہ صاحبِ عصمت ہیں کچھ کم نہیں یہ پایا
خود احمد مرسلؐ نے سیّدؑ انہیں فرمایا
محبوبِ الٰہی کے دلدار یہی تو ہیں
جنت کے جوانوں کے سردار یہی تو ہیں

۶

احمد نے خبر دی تھی آگاہ ہے سب امت
قرآں کے برابر ہے بیٹوں کی میری عزت
پھر بعد پیمبرؐ کے جُوانِ کی ہوئی حرمت
واقف ہے ہر ایک انساں کہنے کی نہیں حاجت
ہیرے کے مقابل تھا جو گوہر غلطاں تھا
وہ لعل ہوا خوں میں احمدؐ کا جو مُرجَاں تھا

۷

تعلیم و ہدایت کی تعریف یہی تو تھے
حکمت میں حکومت کی تدبیر یہی تو تھے
امت نے جو کی ان کی توقیر یہی تو تھے
سید تھے فقط ان کی تقصیر یہی تو تھے
اوروں کی طرح ان کا کیوں حال زبوں ہوتا
سید جو نہ ہوتے تو پھر کاہے کو خوں ہوتا

۸

اولادِ پیمبرؐ پر امت نے ستم ڈھایا
بے کس کو مسافر کو خط بھیج کے بلوایا
کیا خوب کیا مہماں کیا خوب ترس کھایا
اک گھونٹ کو تڑپایا ایک بوند کو ترسایا
مظلوم یہ سید ہیں دوروز کا فاقہ تھا
مجھ پر نہ کُھلا اب تک بے کس کا گُنہ کیا تھا

۹

ناداری و غربت میں کچھ یار نہ یاور تھے
اُس سمت ہزاروں تھے اِس سمت بہتّر تھے
کچھ حامی و ناصر تھے کچھ خویش و برادر تھے
تعداد میں اِن سب کی شامل علی اصغرؑ تھے
یارو یہ ستم کیا تھا یارو یہ جفا کیا تھی
کیوں تیر اُسے مارا بچہ کی خطا کیا تھی

۱۰

بے کس تھا مسافر تھا شبیرؑ کا جایا تھا
امت کو ادب اس کا ہر طرح سے کرنا تھا
دولت نہ طلب کی تھی مُلکٗ اس نے نہ مانگا تھا
برچھی اسے کیوں ماری بتلاؤ سبب کیا تھا
بے کس کی جوانی پر خلقت کو نہ رحم آیا
ہم شکلِ نبیؐ پر بھی امت کو نہ رحم آیا

۱۱

احمد کے نواسے نے یوں دیں کی اشاعت کی
اس ظلم وستم پر بھی امت کو ہدایت کی
اک ایک سے شہؑ بولے کیوں ہم سے عداوت کی
گھر پر ہمیں بلوا کر کیا خوب ضیافت کی
جو دین تمہارا ہے وہ دین ہمارا ہے
کیوں ہم کو ستاتے ہو ہم نے کسے مارا ہے

۱۲

آیا نہیں میں خود سے تم سب نے بلایا ہے
اب تک کسی مہمان نے یہ رنج اٹھایا ہے
یہ قہر وستم مجھ پر کس واسطے ڈھایا ہے
واقف ہے خدا اس سے جو رنج اٹھایا ہے
لازم ہے ادب میرا احمد کا نواسہ ہوں
سید ہوں مسافر ہوں دوروز کا پیاسا ہوں

۱۳

اک گھونٹ جو پانی کا دے دو گے تو کیا ہو گا
سوچو تو ذرا دل میں گھٹ جائے گا کیا دریا
ہے آگ لگی دل میں پھنکتا ہے جگر میرا
جب سانس میں لیتا ہوں ہوتا ہے دھواں میرا
آنکھوں میں نہیں باقی اشکوں کا اثر دیکھو
وہ دھوپ میں حدت ہے جلتی ہے نظر دیکھو

۱۴

بے رحموں سے میدان میں یہ کہہ رہے تھے سرورؑ
خلقِ شہِ والا پر ایک تیر لگا آ کر
پر نالہ بہا خون کا سنبھلا نہ گیا زیں پر
گھوڑے سے گرا ہئے ہئے زہرا کا مہِ انور
ہاتھوں سے شہِ والا دل اپنا سنبھالے تھے
گرد آپ کے نیزے تھے تلواریں تھیں بھالے تھے

۱۵

تیروں پہ کئی ساعت بے ہوش رہے حضرتؑ
شمر آ گیا اتنے میں افسوس بَصَدْ عُجلت
جلتی ہوئی وہ ریتی اور دھوپ کی وہ شدت
اور پاؤں میں تھا موزے پہنے ہوئے بدخصلت
کھایا نہ ترس کچھ بھی بدعت کی ستمگر نے
بند آنکھوں کو گھبرا کر وا کر دیا سرور نے

۱۶

پا وتنِ بے دیں سے سینہ جو دبا شہ کا
عرش آیا تزلزل میں جبریلؑ نے سر پیٹا
جنت سے نکل آئیں سر کھولے ہوئے زہراؑ
کی آل پیمبرؐ نے حیدرؑ نے کیا نالہ
جنبش میں زمیں آئی چکر میں فلک آئے
باحالِ پریشان سب گھبرا کے ملک آئے